جلد ۲۳ | مورخہ ۵ رجب ۱۳۵۴ھ | یوم جمعہ | مطابق ۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء | نمبر ۸۱

پیر جماعت علی شاہ صاحب کی امارت اور اس کے مخالفین

ایسے وقت میں جبکہ ایک طرف تو مسلمانوں کے وہ لیڈر جن پر انہیں اعتماد تھا۔ نظر بند کر دیئے گئے ۔ اور دوسری طرف غدار اور قوم فروش احرار اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور قومی و ملی غیرت و حمیت کو خاک میں ملا دینے کا سبق پڑھانے کے لئے سرگرم عمل ہو گئے۔ پیر جماعت علی شاہ صاحب کا یہ اقدام نہایت ہی قابلِ تعریف اور لائق توصیف تھا۔ کہ انہوں نے ہر قسم کے خطرات کو دیکھتے ہوئے مسجد شہید گنج کے قضیہ کو حل کرنے میں مسلمانوں کی راہ نمائی کرنے کی ذمہ واری اپنے سر لے لی اور اس مقصد کو سر انجام دینے کی خاطر "امیر ملت" بننا منظور فرما لیا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ہر فرقہ۔ اور ہر عقیدہ کے مسلمان سوائے احرار کے مسجد شہید گنج کے بارے میں متحد اور متفق ہو گئے۔ ۲۰ ستمبر کا یوم مسجد شہید گنج نہایت اہتمام کے ساتھ منایا گیا۔ اور مسلمانوں نے متحدہ طور پر اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

اگر یہ اتحاد اسی طرح قائم رہے۔ اور مسلمان متفقہ جد و جہد جاری رکھیں۔ تو کامیابی یقینی ہے۔ لیکن نہایت ہی رنج اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ وہ لوگ جن کی امارت کی دھجیاں فضائے آسمانی میں اڑ رہی ہیں۔ یا جنہیں پیر جماعت علی شاہ صاحب کی ذات سے پرانا بغض و کینہ ہے۔ وہ عقائد کی بحث اٹھا کر مسلمانوں کے اس اتحاد میں رخنہ انداز ہو رہے ہیں۔ جو مسجد شہید گنج کی خاطر کیا گیا۔ اور جو کامیابی کے لئے نہایت ضروری ہے۔

اس قسم کی ناموزوں اور نامناسب حرکت جہاں مولوی ثناء اللہ صاحب نے یہ لکھ کر کی کہ "پیر صاحب کا عقیدہ یہ ہے۔ کہ رسول اللہ کو بشر کہنا کفر ہے۔ اور بشر کہنے والا کافر۔ آپ کے مرید آپ کو سجدہ بھی کرتے ہیں۔ اور آپ منع نہیں کرتے"۔

وہاں احرار نے بھی ان کو فتویٰ بازی کی دلدل میں پھنسانے کی کوشش کی کبھی جماعت احمدیہ کے خلاف اکسایا۔ کبھی اہلِ حدیثوں کے خلاف ورغلایا۔ کبھی بریلوی علماء اور مشائخ کو ان کے پیچھے لگایا۔ تاکہ وہ اصل مقصد سے ہٹ کر آپس کی تو تو میں میں الجھ جائیں۔

مولوی ثناء اللہ تو ایک تیر چلا کر مستانے بیٹھ گئے۔ لیکن احرار بڑی سرگرمی سے اس شغل میں مشغول ہیں۔ ادھر جمعیۃ العلماء ہند کے آرگن "الجمعیۃ" میں ایک "بریلوی مولانا" برآمد ہوئے ہیں۔ جنہیں بالفاظِ خود "پیر جماعت علی شاہ صاحب کی امارت کے تازہ قضیہ نے بولنے پر مجبور کر دیا ہے"۔ انہیں مجبور ہو کر جو کچھ کہنا پڑا۔ وہ یہ ہے۔ کہ "پیر صاحب موصوف وہی بزرگ ہیں۔ جو اکابر اسلام حضرات علمائے دیوبند وغیرہم کے متعلق بار بار یہ فتوے صادر فرما چکے ہیں۔ کہ وہ اور ان کے تمام معتقدین و متوسلین کافر مرتد ہیں۔ بلکہ جو شخص ان کے کفر میں شک کرے۔ وہ بھی کافر مرتد ہے۔ ان سب کی اولاد غیر ثابت النسب (اولاد زنا) اور محروم الارث ہے۔ ان کے مریض کی عیادت ناجائز اور ان کے جنازے کی نماز میں شرکت قطعاً حرام ہے۔

نیز معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ ہر اس شخص کو بھی کافر کہتے ہیں۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو بشر کہے" اور دنیا جانتی ہے۔ کہ ہندوستان کے نوے فیصدی بلکہ اس سے بھی زیادہ مسلمان حضرات علماء دیوبند کو مسلمان بلکہ پیشوایان اسلام جانتے ہیں۔ اور حسب تعلیم قرآن حضرت اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو "بشر" تو سب ہی مسلمان سمجھتے ہیں۔ ایسے گمراہ معدودے چند ہی ہونگے جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا اعتقاد نہ رکھتے ہوں۔ علیٰ ہذا ایسے بد نصیبوں کی تعداد بھی بہت کم ہے۔ جو حضرات علمائے دیوبند کو کافر مرتد سمجھتے ہوں۔ پس پیر جماعت علی شاہ صاحب کے اس تکفیری فتوے کی بنا پر اسلامیانِ ہند کی نوے فیصدی بلکہ تقریباً صد فی صدی آبادی کافر ٹھیرتی ہے پھر سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ جو شخص مسلمانوں کے اس سواد اعظم کو (بلکہ تمام امتِ اسلامی کو) مرزا صاحب اور مرزائیوں کی طرح کافر کہے ان کی اولاد کو بے دھڑک اولادِ زنا بتلائے وہ کیوں کر مسلمانوں کا امیر ہو سکتا ہے۔ اور اہلِ اسلام کیوں کر اس کی امارت کو تسلیم کر سکتے ہیں۔ پس جن لوگوں نے کسی خاص مصلحت سے پیر صاحب کو "امیر ملت" بنایا ہے۔ اُن کو چاہیئے۔ کہ وہ جلد از جلد پیر صاحب کی طرف سے ایک بیان شائع کرائیں۔ جس میں حضرات علمائے دیوبند۔ حضرات علمائے ندوہ وغیرہ کی تکفیر سے بیزاری کا صاف اعلان اور ان حضرات کے اسلام کا کھلا اقرار ہو۔ اگر اب سے پندرہ دن کے اندر اندر یہ اعلان نہیں ہوا۔ تو ہم بعونہ تعالےٰ اس کفر نواز امارت کے خلاف پوری طاقت سے جہاد کریں گے"۔

اگرچہ پیر جماعت علی شاہ صاحب نے احرار کے فتنہ انگیز مطالبہ کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے جماعت احمدیہ کے متعلق فوراً اپنا بوسیدہ فتوئے کفر دوہرا دیا۔ لیکن اب ممکن نہیں۔ کہ اس مطالبہ کو پورا کر سکیں۔ پورا کرنا تو الگ رہا۔ اگر اس کا جواب دینے اور اپنے عقائد کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو بھی بحوث و مباحثہ کا ایسا خاردار جنگل سامنے آ جائے گا۔ کہ امارت کی اصل غرض و غایت نظروں سے بالکل اوجھل ہو جائے گی۔ اور وہ ایسے جھمیلے میں پڑ جائینگے جس سے چھٹکارا حاصل کرنا محال ہو جائے گا۔

بیانِ اہلِ درد

از جناب حافظ سید مختار احمد صاحب مختارؔ شاہجہانپوری

(۱)

کیا کوئی بیدرد سمجھیگا بیانِ اہلِ درد
پوچھ اہلِ درد سے لطفِ زبانِ اہلِ درد

وہ تو ہیں بیدرد انہیں کیا قدرِ جانِ اہلِ درد
جانِ اہلِ درد پر ہے صبرِ فغانِ اہلِ درد

دیکھئے رہتا ہے کب تک یہ مصائب کا ہجوم
دیکھئے ہوتا ہے کب تک امتحانِ اہلِ درد

بدگماں بھی جانتے تھے اور انہیں بیدرد بھی
لیکن اس حد تک نہ پہونچا تھا گمانِ اہلِ درد

کچھ اثر ہوتا نہ ہوتا یہ تو تھی قسمت کی بات
سن تو لیتے وہ مگر اک دن بیانِ اہلِ درد

دیکھئے ہوتی ہیں اب کیا کیا ستم آرائیاں
کہہ چکے ہیں وہ کہ ہم ہیں اور جانِ اہلِ درد

ہے تصور میں کسی بیدرد سے یہ گفتگو
چشم بددور آپ ہی ہیں مہربانِ اہلِ درد

آپ ہی کے خلقِ بے پایاں سے دل ہیں شادکام
آپ ہی ہیں خیر سے راحت رسانِ اہلِ درد

آپ ہی کے سر ہے سہرا عدل اور انصاف کا
اللہ اللہ آپ ہی ہیں قدردانِ اہلِ درد

اب تو صاحب حد سے گذریں آپکی بیدردیاں
آپ کچھ دن آکے بیٹھیں درمیانِ اہلِ درد

شکر للہ آج تو مختار وہ بھی بول اٹھے
سنئے اہلِ درد ہی سے داستانِ اہلِ درد

(۲)

اللہ اللہ کس ترقی پر ہے شانِ اہلِ درد
کانپتا ہے عرش بھی سنکر فغانِ اہلِ درد

سن نہ بیدردوں سے ظالم داستانِ اہلِ درد
ان کی باتوں میں کہاں لطفِ زبانِ اہلِ درد

ڈھالتی رہتی ہے مخلوق اپنے اپنے رنگ میں
کس کشاکش میں پڑی ہے داستانِ اہلِ درد

چاہیئے اغیار سے بھی پاسِ آئینِ وفا
کس قدر نازک ہے شرطِ امتحانِ اہلِ درد

جان سی بھی شے ہے پیاری کیوں نہ ہو امیدِ لطف
اب یہی لے دے کے ہے راحت رسانِ اہلِ درد

اس تغافل کیش کو درد آشنا ہونے تو دو
درد ہی بن جائیگا آرامِ جانِ اہلِ درد

روز و شب اس دھن میں ہیں دیوانگانِ کوئے دوست
جان جائے یا رہے رہ جائے آنِ اہلِ درد

فرش سے آہوں کا اک تانتا لگا ہے عرش تک
سوئے منزل جا رہا ہے کاروانِ اہلِ درد

سن چکے ہیں یہ کہ اس کو آہ و زاری ہے پسند
اب کہاں تالو سے لگتی ہے زبانِ اہلِ درد

جوشِ بارانِ سہام اللیل طوفاں خیز ہے
کاش جائے امن ڈھونڈھیں دشمنانِ اہلِ درد

کوئی بیدردوں سے اے مختار کہدے مژدہ باد
رنگ لانے ہی کو ہے سوزِ فغانِ اہلِ درد

دعوۃ ولیمہ

قادیان ۲۱ اکتوبر۔ آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے قادیان اور مضافات کے بعض دیہات کے قریباً ڈیڑھ ہزار اصحاب کو دوپہر کے وقت مسجد اقصیٰ میں دعوتِ ولیمہ دی گئی۔ جس میں (۱) تمام صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۲) تمام کارکنان صدر انجمن احمدیہ (۳) تمام کارکنان لوکل انجمن احمدیہ (۴) تمام یتامیٰ اور غریب طلباء (۵) تمام بورڈران تحریکِ جدید (۶) تمام وقف کنندگان زندگی (۷) تمام نابینے اور بے کار غرباء (۸) تمام مبلغین جو مرکز میں موجود تھے۔ (۹) مدرسہ احمدیہ مدرسہ ہائی اور جامعہ کے بیس بیس طلباء (۱۰) محلہ دارالرحمت اور محلہ دارالفضل سے تیس تیس اور دوسرے محلوں سے دس دس اصحاب (۱۱) قادیان کے قدیم باشندگان میں سے جو احمدی ہیں تیس (۱۲) قادیان کے غیر احمدیوں میں سے چالیس (۱۳) اچھوت قوم کے نومسلمین اٹھارہ (۱۴) بھینی، ننگل، احمد آباد، قادر آباد، کھارا سے دس دس اصحاب مدعو کئے گئے

اس موقعہ پر جہاں ہم ان لوگوں سے جو عقائد کی بحث اٹھا کر پیر جماعت علی صاحب کی امارت کے خلاف علمِ جہاد بلند کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ خدا کے لئے اس موقعہ پر اس سے پرہیز کیجئے۔ جبکہ مسلمان ایک خاص غرض سے پیر صاحب کے ذریعہ متحد ہو رہے ہیں۔ اور اس کی وجہ سے کسی فرقہ کے کسی عقیدہ پر کوئی زد نہیں پڑتی۔ وہاں پیر صاحب اور ان کے مشیروں سے بھی یہ گزارش کرتے ہیں۔ کہ وہ صاف اور واضح الفاظ میں اعلان کر دیں کہ پیر صاحب کی امارت کا تعلق محض مسجد شہید گنج کے معاملہ سے ہے۔ اور وہ مسلمانوں کے کسی فرقہ کے عقائد پر قطعاً اثر انداز نہیں ہوگی۔ تاکہ پیر صاحب جس مقصد کو لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔ اس میں ہر فرقہ کے مسلمان ان کا ساتھ دے سکیں۔ ورنہ خطرہ ہے۔ جیسا کہ المجتہد کے مندرجہ بالا اقتباس سے ظاہر ہے۔ یہ امارت جنگ و جدال کا ایک نیا میدان بن جائے گی

قادیان آنے جانے کے لئے ریل گاڑیوں میں مزید سہولتیں

ریلوے حکام کا شکریہ

گذشتہ پرچہ میں قادیان آنے اور جانے والی ریل گاڑیوں کے اوقات میں یکم اکتوبر سے جو تبدیلی ہوئی ہے۔ اس کا مختصر ذکر کیا جا چکا ہے۔ اب احباب کی آگاہی کے لئے ذیل میں کسی قدر تفصیل سے گاڑیوں کی آمد و رفت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تاکہ احباب کو سہولت حاصل ہو۔

دوپہر کو جو گاڑی ۱۲ بجے قادیان پہونچا کرتی تھی۔ آئندہ وہ ۳۵-۵ لاہور سے چل کر ۴۲-۶ امرتسر پہنچے گی۔ اور وہاں سے ۴۵-۷ چل کر بٹالہ ۴۷-۸ پہنچے گی۔ اور بٹالہ سے ۰۰-۱۰ چل کر قادیان میں ۳۰-۱۰ پہنچ جایا کرے گی۔ تیسری گاڑی لاہور سے ۲۰-۱۷ چل کر امرتسر ۵۰-۱۸ پہنچا کرے گی۔ وہاں سے ۱۰-۱۹ چل کر سیدھی قادیان آیا کرے گی۔ اور رات کے سوا نو بجے پہنچا کرے گی۔ نئے ٹائم ٹیبل میں یہ دکھایا گیا ہے کہ یہ گاڑی نمبر ۱۰۸ لاہور سے چل کر امرتسر پہنچ کر بند ہو جائے گی۔ مگر ہماری درخواست پر یہ منظور کیا گیا ہے کہ امرتسر میں بند ہونے کی بجائے سیدھی قادیان جایا کرے گی۔ قادیان سے روانہ ہونیوالی گاڑیوں میں یہ تغیرات ہوئے ہیں۔ کہ صبح کی گاڑی بجائے ۲۰-۶ کے ۴۵-۶ روانہ ہوگی۔ سوا آٹھ بجے امرتسر پہنچا کرے گی اور ۴۰-۹ لاہور پہنچ جایا کرے گی۔ اس گاڑی کا ویرکا میں نارووال جانے والی گاڑی کے ساتھ ملاپ ہوگا۔ دوسری گاڑی بجائے ۳۰-۱۵ کے ۱۰-۱۵ پر روانہ ہوا کرے گی۔ اس کے مسافر بٹالہ میں گاڑی بدلکر ۱۵-۲۰ لاہور پہنچ جایا کرینگے یا اگر امرتسر سے ۱۶-۴۰ پر ایکسپریس میں سوار ہو جائیں۔ تو ۲۵-۱۹ لاہور پہنچ جایا کریں گے۔ تیسری گاڑی قادیان سے ۲۸-۱۸ روانہ ہوا کرے گی۔ اس کے مسافر امرتسر ۳۰-۲۰ پر پہنچا کرینگے اور لاہور ۲۲-۴۵ پہنچ جائیں گے۔ جالندھر کی طرف جانے والی گاڑیوں سے ملاپ حسب ذیل طریق پر ہو سکے گا۔

	قادیان سے روانگی	امرتسر ورود	روانگی
قادیان سے پہلی گاڑی	۶-۴۵	۸-۱۵	۹:۵۲ بمبئی میل
" " دوسری "	۱۵-۱۰	۱۷-۳۵	۱۸-۱۰ پسنجر
" " تیسری "	۱۸-۲۸	۲۰-۳۰	۱۹:۲۶ ہوڑہ ایکسپریس ۲۰:۴۴ کلکتہ میل ۲۲:۹ فرنٹیئر میل ۲۲:۴۴ شملہ میل

** حکام محکمہ ریلوے نے نئے ٹائم ٹیبل میں آمد و رفت کی جو سہولتیں مہیا کی ہیں۔ اور خاص کر مسافروں کے آرام کی خاطر مزید گاڑی چلانے کا جو انتظام کیا ہے۔ اس کے لئے وہ پبلک کے خاص شکریہ کے مستحق ہیں۔

قصیدہ "شاہ نعمت اللہ ولی" کے متعلق

مدیر "احسان" کی غلط بیانیوں کا جواب

از مولانا جلال الدین صاحب شمس

۸

"احسان" کی دوسری جہالت

میں نے لکھا تھا کہ شاہ نعمت اللہ صاحب کا ولایت کے لحاظ سے کتنا ہی بلند مرتبہ کیوں نہ ہو لیکن شاعری کے لحاظ سے ان کا وہ پایہ نہیں جو شیخ سعدی، نظامی اور حافظ شیرازی وغیرہ کا ہے۔ نیز ان کا کلام بھی واعظانہ و ناصحانہ رنگ کا ہے۔ میری یہ بات حضرت صاحب کو بہت ناگوار گذری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے "شاہ نعمت اللہ کو ناصح کون کہتا ہے۔ انہیں تو زیادہ تر ان کی شاعرانہ حیثیت سے جانتے ہیں" "شاہ نعمت اللہ کرمانی کا عہد تو زبان کی شگفتگی کے لئے بے حد مشہور ہے۔ اور وہ اور ان کے ہم عہد شعراء زبان اور محاورہ کے اصولوں کی پابندی نہایت سختی سے کرتے ہیں"۔

"جس زمانہ میں شاہ نعمت اللہ نے شعر کہنا شروع کیا۔ فارسی زبان بہت ترقی کر چکی تھی اور عروض کے قواعد پر نہایت سختی سے عمل کیا جاتا تھا۔ جو لوگ فارسی زبان کی تاریخ سے واقف ہیں۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ متقدمین کے ہاں جو تصرفات پائے جاتے ہیں۔ وہ متوسطین کے کلام میں کہیں نظر نہیں آتے۔ اور متاخرین تو زبان و محاورہ کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ اور صرف و نحو کے اصولوں سے سر مو تجاوز کرنا گناہ سمجھتے ہیں"۔

اگرچہ مجھے اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ کہ شاہ نعمت اللہ کرمانی کا شاعری میں کیا درجہ تھا۔ کیونکہ زیر بحث قصیدہ بقول صاحب اربعین ان نعمت اللہ ولی کا ہے۔ جو ہندوستانی تھے۔ لیکن چونکہ فریق ثانی اسے شاہ نعمت اللہ کرمانی کا بتاتا ہے۔ اس لئے اس کے مسلمات کی بناء پر یہ ضرورت لاحق ہوئی۔ کہ میں یہ ثابت کروں۔ کہ شاہ نعمت اللہ کرمانی کا اپنی شاعرانہ حیثیت سے اتنا بلند پایہ نہیں۔ جتنا حضرت صاحب نے بیان کیا ہے۔ اس باب میں سب سے پہلے میں پروفیسر براؤن کی رائے لکھتا ہوں۔ جو حضرت صاحب کے نزدیک سب سے زیادہ وسیع اور قابل اعتبار ہے چنانچہ چودھری محمد حسین صاحب ایم۔ اے بحوالہ پروفیسر براؤن لکھتے ہیں:۔

"شاہ صاحب بحیثیت شاعر اتنے مشہور نہیں۔ جتنے بحیثیت ولی اور صوفی شعر میں آپ کا انداز مغربی کا سا ہے۔ (اس مقام پر پروفیسر موصوف نے آپ کے کلام پر کچھ تنقید لکھی ہے جس کا ذکر ہمارے مقصد سے باہر ہے) ان کے عام اشعار پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ ان کا کلام عام طور پر مبہم و پیچیدہ اقوال سے پُر ہے" (کاشف مغالطہ قادیانی ص۴۳)

افسوس مجھے باوجود کوشش کے پروفیسر براؤن کی کتاب ادبیات ایران نہیں ملی۔ کلکتہ اور بعض دیگر مقامات پر اس کے اور مجمع الفصحاء کے لئے لکھا گیا۔ مجمع الفصحاء تو مل گئی لیکن ادبیات ایران کا وہ حصہ نہ ملا جس میں شاہ نعمت اللہ کرمانی وغیرہ کا ذکر ہے۔ اور یہی وجہ اس مضمون میں تاخیر کی ہوئی۔ اس لئے جو حوالے پروفیسر براؤن کے اس مضمون میں دیئے گئے ہیں۔ وہ چودھری محمد حسین ایم اے کے رسالہ "کاشف مغالطہ قادیانی" سے لئے گئے ہیں۔

شاہ نعمت اللہ صاحب کے متعلق خود حضرت صاحب بھی دولت شاہ سمرقندی کے تذکرہ کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں۔ کہ وہ صاحب سلوک و طریقت بزرگ تھے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ شاہ صاحب کی شاعری کے متعلق یہ تو پروفیسر براؤن وغیرہ کی رائے تھی۔ اب میں ان کے چند اشعار پیش کرتا ہوں۔ جن سے معلوم ہوگا کہ شاعری کے لحاظ سے وہ ہرگز بلند پایہ نہیں رکھتے۔ حضرت صاحب ان اشعار کو قواعد عروض و صرف و نحو کے لحاظ سے درست ثابت کر کے دکھائیں:۔

ظہوری نور یزل ذاتی بذاتی
حجابی لایزالی من صفاتی
مسمیٰ واحد اسمی کثیر
وفی تلوین اسمائی ثباتی
وجودی کالقدح روحی کراحی
فخذ منی قدح واشرب حیاتی
وعقلی کالآبی نفسی کامی
واب ابنی وامی کالبناتی

یہ اس قصیدہ کے پہلے چار شعر ہیں۔ جو مجمع الفصحاء جلد ۲ ص۵۴ میں "نسیم" کے بعد درج کیا گیا ہے اور یہ عربی قصیدہ ان کے مطبوعہ دیوان میں بھی موجود ہے۔ جو طہران میں ۱۲۷۶ھ میں چھپا۔ پہلے شعر میں لایزالی نہ معلوم کس زبان کا لفظ ہے۔ اور دوسرے شعر میں اسمی کے ہمزہ وصل کو قطعی بنا دیا گیا ہے۔ تیسرے شعر میں لفظ قَدْح کو جو ساکن الاوسط ہے۔ متحرک الاوسط بنا دیا گیا ہے۔ یہی حال اس کے دوسرے مصرعہ میں ہے۔ کہ بجائے قَدَحٌ کے خُذ قَدَحْ بنا کر آخر سے تنوین تک اڑا دی ہے۔ اور چوتھے شعر میں تو کمال کیا ہے۔ کہ مضاف پر الف لام لا کر۔ کَآبِیْ کو کالآبِیْ بنا دیا ہے اور اس کے دوسرے مصرعہ میں اَبِیْ ابْنِیْ کو اَبْ ابْنِیْ کر دیا ہے۔ اس قصیدہ کے باقی اشعار میں بھی بہت سے تصرفات و اسقام موجود ہیں۔ حضرت صاحب ان کو بلحاظ عروض و قواعد درست ثابت کریں۔ ورنہ تسلیم کر لیں کہ شاہ نعمت اللہ شاعرانہ حیثیت سے مشہور نہیں۔ جن کے چار اشعار میں اتنے اسقام پائے جاتے ہیں۔ ان کے متعلق حضرت صاحب کا یہ کہنا کہ "ان کا کلام تصرفات سے بالکل مبرا ہے۔ اور وہ الف کو ساکن الاوسط اور شمس کو متحرک الاوسط اشعار میں نہیں لا سکتا"۔ سراسر زیادتی ہے۔

تیسری جہالت

احسان کے مدیر سطائبات حضرت صاحب کے متعلق میرا خیال ہے۔ کہ ان کا دماغی توازن ٹھیک نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے۔ کہ بحث تو تصرفات شاعری (اسکان و تحریک) پر ہے مگر حضرت صاحب نے الفاظ کے ترک و استعمال کی بحث شروع کر دی ہے چنانچہ لکھتے ہیں:۔

"ولی دکنی کے زمانہ میں جو الفاظ و محاورات استعمال کئے جاتے تھے۔ وہ خان آرزو و مظہر جان جاناں۔ شاہ حاتم وغیرہ کے ہاں نہیں ملتے مصحفی اور انشاء وغیرہ کے عہد میں زبان زیادہ منجھ گئی۔ اور نئے نئے الفاظ وضع ہوئے۔ اور اکثر پرانے الفاظ و محاورات ترک کر دیئے گئے۔ ذوق، مومن، آتش۔ غالب وغیرہ کے زمانے میں اور ترقی ہوئی اور داغ امیر وغیرہ کے عہد میں زبان پورے شباب پر پہونچ گئی۔ اور بہت سے الفاظ ترک کر دیئے گئے۔ متقدمین کو تو چھوڑیئے۔ متاخرین میں بھی ذوق جیسا شاعر کہتا ہے:۔

مرے جو موت کے عاشق بیاں کبھو کرتے
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے

آج کوئی کبھو نہیں کہتا۔۔۔۔ یہ صحیح ہے۔ کہ قدماء کے بعض تصرفات متاخرین نے بھی جائز قرار دیئے ہیں۔ مثلاً کافر کی فاء معجمہ کو جو دراصل بالکسر ہے متاخرین نے مفتوح باندھا ہے۔ اور اردو میں بھی یونہی مستعمل ہے"۔ حضرت صاحب کی اس عبارت کو پڑھ کر ہر شخص ہماری تائید کرے گا۔ کہ لکھنے والے کا توازن دماغی درست نہیں۔ کیا کوئی بتا سکتا ہے۔ کہ ذوق کے اس شعر میں تصرفات شعری میں سے کونسا تصرف پایا جاتا ہے۔ جو بعد میں آنے والے شعراء نے ترک کر دیا۔ اور کبھی کی بجائے کبھو لانے سے وزن میں کونسا فرق پڑ گیا؟ حضرت صاحب سے کون کہے۔ کہ کسی زبان کے بعض الفاظ کو متقدمین کا استعمال کرنا اور متاخرین کا چھوڑ دینا تصرفات شاعری میں سے نہیں۔ الفاظ کے ترک و اختیار کو اسکان و تحریک پر قیاس کرنا حضرت صاحب کی تیسری جہالت ہے:۔

چوتھی جہالت

میرے مضمون مورخہ ۱۴ جون ۱۹۳۵ء میں ایک جگہ "الف" کاتب کی غلطی سے لکھا گیا ہے۔ حضرت صاحب بغیر سوچے سمجھے اسے لے اڑے۔ حالانکہ سیاق و سباق سے معلوم کر سکتے تھے۔ کہ یہاں الف نہیں ہے چنانچہ لکھتے ہیں "ہم کو چھا جا رہا ہے۔ ثابت کیجئے کہ متحرک لف کو ساکن باندھنے کا قاعدہ تمام الفاظ پر حاوی نہیں۔ حالانکہ بار ثبوت آپ کے ذمہ ہے"۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا سوال یہ نہ تھا۔ بلکہ یہ تھا۔ کہ جب تک مدیر احسان کسی معتبر کتاب قواعد سے یہ نہ دکھاوے۔ کہ متحرک (یہاں الف غلطی سے لکھا گیا ہے) کو ساکن باندھنے کا قاعدہ تمام الفاظ پر حاوی نہیں صرف چند الفاظ تک محدود ہے اور الف ان میں سے نہیں ہے۔ یا تمام الفاظ کے لئے تو یہ قاعدہ ہے۔ کہ وہ بتحریک ثانی ہونے کی حالت میں بسکون ثانی باندھے جا سکتے ہیں۔ مگر الف اس قاعدہ سے باہر ہے

از روئے عقل و انصاف اس کے لئے لب کشائی کی ذرا بھی گنجائش نہیں۔ لیکن کتب قواعد میں سے وہ ہرگز یہ نہیں دکھا سکتا کہ متحرک الفاظ کو ساکن باندھنے کا جو تصرف شعرائے فارس نے کیا ہے۔ اس سے الف خارج ہے۔"

حسرت صاحب نے اس معقول مطالبہ کا کوئی جواب نہیں دیا۔ بلکہ الٹا یہ سوال کر دیا ہے یہ دکھاؤ کہ الف کو کسی نے ساکن الاوسط باندھا ہو۔ حالانکہ یہ بچوں والی ضد ہے۔ کیونکہ جب متحرک الاوسط کو ساکن باندھنے کے قاعدہ میں کسی لفظ کو مستثنیٰ نہیں کیا گیا۔ تو الف بھی عام قاعدہ کے ماتحت آ گیا۔

علاوہ ازیں اَلِف عربی لفظ ہے۔ جو کَتِفْ کے وزن پر ہے۔ اور کَتِفْ کے متعلق فصول اکبری اور اس کی شرح میں یہ قاعدہ درج ہے۔

"کَتِفٌ اذا لم یکن ثانیہ حرف حلق۔ یجوز فیہ کَتْفٌ بحذف کسرۃ العین" (شرح فصول اکبری صفحہ ۵۹ مطبوعہ اشرف المطابع دہلی)

یعنی ہر اسم یا صفت کا جو کَتِفٌ (فَعِلٌ) کے وزن پر ہو بہ سکون ثانی پڑھنا جائز ہے۔ جیسے کَتِفٌ کو کَتْفٌ۔ اسی طرح اَلِفٌ کو اَلْفٌ پڑھنا جائز ہوگا۔

شعرائے ماضی کے کلام سے استشہاد

میں نے گذشتہ مضمون میں اسکان و تحریک اور دیگر تصرفات کے اثبات کے لئے فردوسی۔ نظامی گنجوی۔ شیخ سعدی اور حافظ شیرازی کے کلام سے مثالیں پیش کی تھیں۔ ان شعراء کا دنیائے شاعری میں جو مرتبہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ چنانچہ کہا گیا ہے ؎

در شعر سہ تن پیمبر انند
ہر چند کہ لا نبی بعدی
ابیات و قصیدہ و غزل را
فردوسی و انوری و سعدی

گفتہ نظامی را چرا گنداشتی گفت او خدائے سخن است۔ ایسے بلند پایہ شعراء کے کلام سے جب اسکان و تحریک کے جواز میں سند پیش کی گئی تو حسرت صاحب بغلیں جھانکنے لگے اور جھٹ کہہ دیا۔ کہ یہ شعرا اس باب میں مستند نہیں" چنانچہ لکھتے ہیں "فارسی شاعری کے باب میں فردوسی اور نظامی کے کلام سے استناد نہیں کیا جا سکتا" حالانکہ متاخرین شعراء میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے کلام پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔ اور اس نے جواب میں اپنے شعر کی صحت ثابت کرنے کے لئے ان کا کلام بطور سند پیش نہ کیا ہو۔ ابھی پچھلے دنوں سر اقبال کے بعض اشعار پر جب سیماب اکبر آبادی نے تنقید کرتے ہوئے لکھا۔ کہ اقبال کا یہ شعر ؎

یوں داد سخن مجھ کو دیتے ہیں عراق و پارس
یہ کافرِ ہندی ہے بے تیغ و سناں خونریز

پہلا مصرع قید بحر و وزن سے خارج ہے۔ اور کچھ ایسا مبہم و مہمل ہے۔ کہ باوجود اسے کوشش کے صحیح نہیں کہا جا سکتا۔ یعنی عراق و پارس کسی طرح بھی اس مصرع میں نظم نہیں کئے جا سکتے۔ تو حسرت صاحب نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا یہ مصرع بالکل صحیح ہے۔ آپ پارْس کو پارَس پڑھتے ہیں حالانکہ درست کی طرح اس میں رائے مہملہ اور سین مہملہ دونوں ساکن ہیں۔ صاحب غیاث اللغات اسی ضمن میں لکھتا ہے کہ "رائے مہملہ خارج از وزن شعر افتد" حافظ نے بھی تو لکھا ہے۔ ؎

عراق و فارس گرفتی زشعر خود حافظ
بیا کہ نوبت شیراز و وقت تبریز است

(احسان ۵ جون ۱۹۳۵ء) کیا حسرت صاحب کو سیماب اکبر آبادی کے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے اپنا اصول یاد نہیں رہا۔ کہ حافظ کے کلام سے سند پکڑنا درست نہیں جو آج سے تقریباً پانچسو سال پہلے ہوئے ہیں۔ اور اس وقت جو تصرفات شعر میں کئے جاتے تھے آج ان میں سے کوئی نہیں کرتا۔ کیونکہ اس زمانہ میں قواعد صرف و نحو کی پابندی ضروری ہے۔ اور اب شعروں میں اسکان و تحریک اور حذف وغیرہ کا تصرف جائز نہیں۔ حالانکہ یہی حافظ شیرازی ہیں جنہوں نے پارسی اور پارسا کی را کو متحرک باندھا ہے چنانچہ کہتے ہیں ؎

خوبانِ پارسی گو بخشندگان عمر اند
ساقی بشارتے دہ پیران پارسا را

تقطیع کرتے وقت پارسی اور پارسا کی را متحرک ہوگی۔ پس خواجہ حافظ نے اسی شعر میں ساکن کو متحرک باندھا ہے۔ اور شاہ نعمت اللہ کرمانی بھی انہی کے ہمعصر ہیں۔

چنانچہ مجمع الفصحاء جلد ۲ صفحہ ۱۱ میں لکھا ہے "وبا جماعتے از فضلاء و مشائخ آں عہد معاصر بودہ۔ مانند شاہ نور الدین نعمت اللہ ولی الماہانی" پس نعمت اللہ ولی کا پایہ شاعری میں کہاں اتنا بلند ہے کہ ان کا کلام تصرفات شعری سے مبرا ہو پس اگر

سر اقبال کے تصرف کو جائز ثابت کرنے کے لئے حافظ شیرازی کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ تو نعمت اللہ ولی کرمانی کے تصرفات شعری کو جائز ثابت کرنے کے لئے شیخ سعدی، نظامی فردوسی وغیرہ کی مثالیں کیوں پیش نہیں کی جا سکتیں۔

"احسان" کے جواب میں "انقلاب" کے افکار

ہم نے احمدیوں کو علیحدہ اقلیت قرار دینے کے خلاف جو مقالات لکھے۔ ان پر معزز معاصر "احسان" نے ایک شذرہ لکھا ہے جس میں نہایت مزے کی دلیل پیش کی ہے

اگر مرزائی سیاسی حیثیت سے مسلمانوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ حکومت سے دیو سماجیوں۔ برہمو سماجیوں آریہ سماجیوں اور سکھوں کو بھی بطور مسلمان درج کرنے کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ لوگ بھی تو بت پرست نہیں۔ اور خدا کی وحدانیت کے قائل ہیں۔

اگر ان فرقوں کو سیاسی اعتبار سے کسی طرح بھی مسلمانوں میں شامل کرنے کی گنجائش نکل آئے۔ تو ہم بے انتہا خوش ہونگے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہونے سے کون مسلمان خوش نہ ہوگا۔ لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ ان فرقوں کے افراد کسی کے نزدیک بھی مسلمان نہیں ہیں

ہم نے احمدیوں کے متعلق لکھا تھا۔ کہ انکے نام مسلمانوں کے سے ہیں وہ خدا کی عبادت اور دنیا کے معاملات میں بالکل مسلمانوں کی فقہ کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں۔ غیر مسلم ان کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ اور حکومت کے سیاسی ریکارڈ میں وہ "مسلمان" درج ہیں۔ لہٰذا انہیں مسلمانوں کے ووٹنگ رجسٹر سے خارج کر دینے کی کوئی وجہ نہیں۔

اگر "احسان" کے نزدیک دیو سماجیوں برہمو سماجیوں آریہ سماجیوں اور سکھوں میں یہ تمام شرطیں پائی جاتی ہیں۔ تو بسم اللہ ان کو بھی مسلمانوں میں شامل کیجئے۔

بلکہ ہم تو صرف ایک ہی شرط کافی سمجھتے ہیں۔ اگر یہ فرقے ایک دفعہ مسلمانوں کے سامنے آ کر یہ کہہ دیں۔ کہ ہم مسلمان ہیں۔ تو انہیں مسلمانوں کے رجسٹر میں شامل کرنے کے لئے یہی امر کافی ہے۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ:-

مرزائی اس سلسلے میں مسلمانوں سے الگ رہتے ہیں۔ ان کے اہم سیاسی اور دینی مفاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ اگر کسی معاملے میں شامل بھی ہوتے ہیں تو فائدے کے بجائے نقصان کا موجب ثابت ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کا الگ اقلیت قرار دیا جانا نہایت ضروری ہے آج مسجد شہید گنج کے معاملے میں وہ مسلمانوں کے ہم نوا نظر آتے ہیں۔ تو یہ بات ان کی شمولیت کا ثبوت نہیں بن سکتی۔ کیونکہ بعض عیسائی بھی اس مسئلہ میں مسلمانوں کے ہمدرد ہیں

کیا فرماتے ہیں۔ حضرات مدیر "احسان" کانگریسی مسلمانوں کے متعلق؟ جو ہر معاملے میں مسلمانوں سے الگ رہتے ہیں۔ اور ان کے اہم سیاسی اور دینی مفاد کی مخالفت کرتے ہیں۔ احمدی تو پھر بھی شہید گنج ہی کے معاملے میں مسلمانوں کے ہم نوا نظر آتے ہیں نیشنلسٹ مسلمان تو سوائے ڈاکٹر عالم کے اس معاملے میں بھی مسلمانوں کے ہم آہنگ نہیں۔ اسلامی ہند میں اس مسئلہ نے اتنا بڑا طوفان برپا کر رکھا ہے۔ لیکن ہزاروں نیشنلسٹ مسلمانوں میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔ جو مسلمانوں کا ہم نوا ہے

لہٰذا "احسان" کو آئندہ اشاعت میں یہ تجویز پیش کرنی چاہیئے کہ تمام مخلوطیوں کو بھی ایک علیحدہ "غیر مسلم اقلیت" قرار دیا جائے تاکہ یہ "مرض ہوئے ناسور" جسم اسلام کو مزید نقصان نہ پہنچا سکے۔ ہم ہمیشہ سے ان کانگریسی مسلمانوں کے سخت مخالف ہیں۔ لیکن بعض سیاسی

واقعاتِ عالم پر نظر

۱۔ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری اور احرار
۲۔ جاپان کا سیاسی مذہب (۳) شہید گنج مسجد کا دن

الفضل کے سیاسی نامہ نگار کے قلم سے

(۱)

ہز ایکسی لنسی لارڈ ولنگڈن نے اپنے اختیاراتِ خصوصی سے کام لیکر کریمنل لاء امینڈمنٹ بل کو پاس کر دیا ہے۔ اور اسمبلی میں جو شکست حکومت کو ہوئی۔ اس کا مصالح حکمرانی کے ماتحت ازالہ کر دیا گیا ہے۔ ملک معظم کے قابل عزت نمائندہ نے جو کیا۔ اس پر اب رائے زنی بے سود ہے۔ اخبارات جسے "کالا قانون" کہتے ہیں۔ وہ "قانون بنانے والی مجلس" کی رائے کے خلاف قانون بن گیا اس قانون کا استعمال حکومت کے کارکنوں نے جس غیر موزوں طریق سے کیا۔ ہم اس کو "غیر برطانوی" کہتے اور اپنے تجربہ کی بناء پر لکھتے ہیں۔ کہ اس قانون کا نفاذ بلا وجہ۔ بلا سبب کارگذاری دکھانے کے لئے تاج برطانیہ کے مفاد کے خلاف کیا گیا۔ اپنے مجروح شدہ وفادار قلوب کی آواز کو محض خدا تعالیٰ سے دادرسی کے طالب چھوڑ کر ہم حکومت پنجاب کے نمائندوں سے پوچھتے ہیں۔ کہ مشہور بے اصول۔ عدوان انگلستان اور پیروان لینن احرار کو کیوں اب تک غیر آئینی جماعت نہیں قرار دیا گیا۔ جبکہ ان کا ہر روز کا قول و فعل رعایائے سرکار میں تنفر پھیلانا۔ جھوٹ کا علم رکھتے ہوئے جھوٹ بولنا۔ قانون کے ذریعہ قائم شدہ حکومت کو رعایا کی نظروں میں نفرت و حقارت کا مورد بنانا اور بغاوت و خونریزی کا وعظ کرنا ہے۔ ان احرار کے وعظ کا ایک نمونہ حسب ذیل ہے۔ بولشویک انگریز کے بخاری امیر نے بہاولپور میں تقریر کرتے ہوئے ایک موقعہ پر کہا:۔

"اے نوجوانو! اور بہاولپور کے باشندو! رسول کریمؐ کے نام پر جان قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ رسول کریمؐ کے تخت پر غیر لوگ قابض ہو رہے ہیں۔ تم کٹ مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ جان کی پرواہ نہ کرو۔"

"یہ لوگ انگریزوں کے جاسوس ہیں۔ اگر یہ مرزائی کسی اسلامی ملک میں ہوتے۔ تو پھر ہم ان کو دیکھتے کہ کیا حشر ہوتا۔ انگریز ان کو کہتے ہیں۔ کہ بادشاہی ہم کرتے ہیں۔ نبوت کے تخت پر تم بیٹھو۔ بشیر الدین کعبہ میں صلیب لٹکانا چاہتا ہے۔ جس وقت انگریز کعبہ فتح کرینگے۔ تو بشیر الدین ان کو مبارکباد دینگے کہ اب تو ہم نے وفاداری کا حق ادا کیا۔"

یہ نمونہ ہے۔ اور ہر روز اس کے مطابق جگہ جگہ تقاریر ہوتیں اور ایسی ہی تحریریں شائع کی جاتی ہیں۔ مگر ملک کی دوسری ۱۴ جماعتوں کو غیر آئینی قرار دینے والی حکومت اس ننگ انسانیت اور قانون شکن گروہ کو یہ جانتے ہوئے کہ سانپ ہیں۔ بعض مسلمان ریاستوں کی طرح کیوں دودھ پلاتی ہے اور یہ "کالا قانون" ان کو کیوں غیر قانونی جماعت نہیں قرار دیتا۔ کیا اس کے دوسرے دور میں اس کا صحیح نفاذ ہوگا؟

(۲)

پرانے لوگ کہا کرتے تھے ؎

عجائب اور غرائب باتیں اب سننے میں آتی ہیں
کہ شاید اے خمِ نیلی ترا چرخِ کہن بگڑا

عوام کو یقین تھا۔ کہ "نیلاری کا مٹ" جب خراب ہو جائے۔ تو وہ غلط افواہوں کی اشاعت کرتا ہے۔ بگڑے نیل کا رنگ بنانے کیلئے باتوں پر رنگ چڑھاتا ہے۔ اب نیلاری کی خُم کے دن تو گئے۔ مگر اس کی جگہ اگر ہندوستان میں احراری ادارہ اشاعتِ کذب کیلئے ہے تو یورپ میں ہر ملک اپنی عجائب و غرائب کی اشاعت کے لئے ایجنسی رکھتا ہے۔ دُنیا مذہب سے تو بیگانہ ہے۔ اور جرمنی کا ایوڈن ڈارف ہٹلر اور اٹلی کا مسولینی مسیحی نہیں اور نہ ہی ترکی و ایران کے احرار اسلام سے وابستہ ہیں مشرق کی نئی طاقت جاپان شنٹوازم کو عملاً بیلے وقعت سمجھتی ہے۔ اور اسلام کے علاوہ تمام بڑے بڑے مذاہب کو مذہب تسلیم کرتی ہے۔ اسلام سے یہ ملک اس قدر ناواقف اور اسلامیت کی طرف سے اسے اس قدر بُعد ہے۔ کہ مسجد کو مذہبی عبادت گاہ تسلیم نہیں کیا جاتا۔ اس لئے عام عمارتوں کا سا ٹیکس دینا پڑتا ہے۔ مگر جس طرح ممالک یورپ کا ایک نہ ایک سیاسی مذہب ہے۔ ایسا ہی جاپان کا بھی عجیب سیاسی مذہب ہے۔ جو افواہاً مشہور نہیں کیا گیا۔ بلکہ حقیقت ہے

جاپان کی سلطنت اور سیاست کی تمام طاقتیں۔ تمام قوتیں ایک نقطہ پر مجتمع ہیں۔ اور ان کا "دعائی چرخ" Prayer Wheel ایک ہی مرکز پر گھومتا ہے ان کا مذہب ان کی عبادت انکی سیادت سب کے سب ایک ہی وجود سے وابستہ ہیں۔ وہ انکا شہنشاہ ہے۔ یورپ کی کفریات۔ جیسا کہ جمہوریت پسندی کو جاپان کے فوجی لوگ خیال کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ سے جاپانیوں کے تعلیمیافتہ طبقہ پر غالب آگئی۔ اور ڈاکٹر مناشوکیچی منوبے نے جو وزیر اعظم کے مشیر تھے۔ نئی کتابیں لکھیں۔ جو مدارس میں رائج ہو گئیں اور ان میں یہ تعلیم دیگئی۔ کہ شہنشاہ سلطنت کا سب سے بالا پرزہ ہے جسکی تہ میں یہ بتانا مقصود تھا۔ کہ حکومت دراصل قوم کی ہے شہنشاہ اسکا ایک جزو ہے۔ اس "سیاسی الحاد" کو امراء و افواج بری و بحری نے ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور ریزروسٹ ایسوسی ایشن ٹوکیو نے اسکی تردید میں ڈیڑھ لاکھ رسائل شائع کئے اور بتایا۔ کہ یہ "یورپی کفر" مادر پدر آزاد جاپانی احرار سرمایہ دار لائے ہیں۔ شہنشاہ ہر طاقت جملہ سیاست و سیادت کا نقطہ ابتدائی و انتہائی ہے۔ اور کہ افواج کا براہ راست تعلق وزراء سے نہیں۔ بلکہ اپنے شہنشاہ سے ہے۔ یہ ایجی ٹیشن یوں تو معاہدہ لنڈن ۱۹۳۰ء کے وقت سے جاری تھی۔ جبکہ امیر البحر کابکی کا تو نے شہنشاہ کے حضور استعفاء پیش کر دیا تھا۔ مگر اس سال یہ اپنے انتہائی نقطہ کو پہونچ گئی۔ اور فوجیوں کا سنبھالنا مشکل ہو گیا۔ آخرش حکومت کو سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور اعلان کیا گیا ہے۔ کہ "شہنشاہ تمام طاقتوں کا انتہائی و مرکزی نقطہ ہے اور قوم کی مدد سے حکمران ہے۔" اور کہ اعلےٰ افسران افواج کو شہنشاہ کی پیشی کا براہ راست اختیار ہے اس طرح مشرق کی جدید طاقت اور طلوع آفتاب کی سرزمین کے "سیاسی مذہب" پر "یورپی کفریات" کا غلبہ نہیں ہونے پایا۔ اور جاپانی طریق مصلح "کچھ مانیں اور کچھ منوائیں" پر عمل کر کے اس سیاسی مذہب کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔ اب فوج کا پروگرام ہے۔ کہ مانچوکو سے خصوصی حلافت اور چین سے مصالحانہ اتحاد اور یورپ اگر ملکر بھی حملہ آور ہو تو مقابلہ اور تمام طاقت شہنشاہ ہے۔ یہ عقیدہ جاپان کا سیاسی مذہب ہے۔

(۳)

۲۰ ستمبر شہید گنج مسجد کا دن تھا۔ مسلمانوں کے کل فرقوں نے مسجد کے احترام کے مدنظر اس دن کو ماتمی دن کے طور پر منایا۔ احتجاج کے یورپین طریق پر عمل کیا۔ سول نافرمانی کی گاندھی تعلیم سے اجتناب کیا۔ اور بلا کسی فساد اپنے قلب کے جذبات کا پڑوسیوں اور حکومت پر اظہار کر دیا۔ اگرچہ مایوس شدہ "ہزیمت خوردہ" حکومت و کانگریس" دونوں سے ساز باز رکھنے اور دونوں کو دھوکہ دینے والے احرار نے حسب عادت جلسوں اور جلوسوں میں گڑبڑ مچانے کی کوشش کی۔ مگر اکثر مقامات پر ان کو ناکامی و نامرادی سے دوچار ہونا پڑا۔ اور دوراندیش راہنماؤں کے حسن تدبر سے غیر اقوام کے ساتھ بھی کوئی تصادم نہیں ہوا۔ گویا شہید گنج مسجد کا دن ہر طرح کامیاب رہا۔ حکومت نے دیکھ لیا۔ کہ مسلمانوں کو واقعی صدمہ ہے۔ اور اگر انکی درست راہنمائی کیجائے۔ تو وہ ضبط کو نہیں توڑتے۔ اور گورنمنٹ کے احرار اور غدار مشیروں نے حکومت کو غلط مشورے دیکر مشکلات پیدا کی ہیں۔ اسی سبق سے اگر اب بھی فائدہ اٹھایا جائے۔

احرار کا مضحکہ خیز ڈراما اور ہندو اخبارات

مسجد شہید گنج کے انہدام کے موقعہ پر احرار نے جس غداری اور قوم فروشی سے کام لیا اس کی تعریف و توصیف اگرچہ تمام غیر مسلم پریس نے کی۔ اور لیڈران احرار کو نہایت ہی دور اندیش عقلمند اور معاملہ فہم ہونے کے خطابات بڑی فراخدلی سے بخشے۔ لیکن ان سب سے بڑھ کر "پرتاپ" اور "شیر پنجاب" احرار کی مدح سرائی کے لئے وقف ہو گئے۔ یہ اخبارات گو اب بھی تمام مسلمانوں کے مقابلہ میں احرار کی ہر طرح تائید و حمایت کر رہے ہیں۔ تاہم ۲۳ ستمبر کو صدر احرار نے "حکومت سے ٹکر" لگانے کا جو ڈرامہ دکھایا۔ اس کی مضحکہ خیزی انہیں بھی خاموش نہ رکھ سکی۔ اس کے متعلق انہوں نے جو کچھ لکھا ہے۔ وہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

"پرتاپ" (۲۶ ستمبر) میں مہاشہ کرشن بقلم خود لکھتے ہیں:۔

"مسجد شہید گنج کے سلسلہ میں مسلمانوں کی گرفتاریوں اور نظر بندیوں نے احرار کی پوزیشن کسی قدر نازک بنا دی ہے وہ اپنے تئیں سب سے بڑے مجاہد سمجھتے تھے۔ اور سر فروش بھی۔ لیکن اس ایجی ٹیشن کے سلسلہ میں ان کے کسی شخص کا گرفتار یا نظر بند نہ ہونا ان کے اس دعوے کو خطرہ میں ڈال رہا ہے چنانچہ ان کی یہ کوشش ہے۔ کہ کسی طرح ان میں سے کوئی گرفتار ہو جائے۔ اور ان کا یہ داغ دھل جائے۔

۲۳ ستمبر کو مجلس احرار لاہور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ باغ بیرون دروازہ دہلی میں منعقد ہوا۔ مولانا حبیب الرحمٰن صدر مجلس احرار ہند کرسئ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے جلسہ میں ہزاروں لوگ موجود تھے کتنے ہزار تھے۔ یہ بھی ۲۰ ستمبر کے جلسہ کی طرح اختلافات کا مضمون ہے۔ بقول "احسان" اس میں دس بارہ ہزار مسلمان جمع تھے۔ "سیاست" نے صرف یہ لکھنے پر اکتفا کیا ہے۔ کہ لوگ بڑی کثرت سے شریک جلسہ ہوئے "انقلاب" نے شرکاء کی تعداد ۲۰ ہزار بتائی ہے۔ اور ترجمان احرار روزنامہ "مجاہد" نے ۲۵ ہزار لیکن عام خیال یہ ہے۔ کہ حاضرین کی تعداد پانچ چھ ہزار تھی۔

خیر جو کچھ ہو جلسہ ہوا۔ اور کامیابی سے ہوا۔ "مجلس احرار زندہ باد" کے نعرے بھی بلند ہوئے۔ اور "مجلس احرار مردہ باد" کے بھی اس جلسہ میں صرف ایک ہی تقریر ہوئی۔ یعنی صاحب صدر کی۔ مولانا حبیب الرحمٰن ہیں تو بہت طویل گو۔ لیکن اس تقریر میں انہوں نے نہایت اختصار سے کام لیا۔ چند منٹ بولے۔ اور اپنی تقریر کے ساتھ ہی جلسہ ختم کر دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ:۔

"آج صرف میں تقریر کروں گا۔ میرے سوا اور کوئی صاحب تقریر نہیں کریں گے۔ تاکہ یہ تقریر آپ لوگوں کے دلوں میں محفوظ رہے"

انہوں نے سرکاری رپورٹروں کو بھی متوجہ کیا۔ کہ:۔

"وہ تقریر کو لفظ بلفظ پوری احتیاط کے ساتھ لکھیں۔ تاکہ جب میرے خلاف بغاوت کا مقدمہ چلے۔ تو وہ گواہی دیتے وقت کسی چیز کو کم ظاہر نہ کریں"

ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ احرار نے اپنی بدنامی اور غیر ہر دلعزیزی کو دھونے کے لئے قربانی دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور قربانی کا دُنبہ مولانا حبیب الرحمٰن ہونگے۔ مولانا کو بننا بھی چاہیئے۔ کیونکہ وہ مجلس کے صدر ہیں۔ جو شخص سب سے اعلےٰ عہدے پر ہو۔ اسے سب سے زیادہ ایثار کے لئے تیار ہونا چاہیئے۔

مولانا نے اپنی تقریر میں کیا کہا۔ اس کا ذکر کرنے کی مجھے اجازت نہیں۔ "ترجمان احرار روزنامہ مجاہد" کہتا ہے۔ کہ:۔

"چونکہ مولانا کی تقریر کے متعلق یہ اندیشہ ہے۔ کہ وہ پریس ایکٹ کی زد میں نہ آ جائے۔ اس لئے اس کی مکمل رپورٹ یہاں درج نہیں ہو سکتی"

چنانچہ پریس ایکٹ کی زد سے بچنے کے لئے کسی بھی مسلم اخبار نے ان کی تقریر شائع نہیں کی۔ سُنا یہ گیا ہے۔ کہ انہوں نے "مسجد" گرانے کی ذمہ داری گورنمنٹ پر ڈالی اور کہا۔ کہ گورنمنٹ اگر چاہتی۔ تو مسجد نہ گرائی جاتی۔ گورنمنٹ کی مرضی ہوگی تو مسجد مسلمانوں کو واپس مل جائیگی اور گورنمنٹ کی خواہش نہ ہوگی۔ تو مسجد واپس نہ ملے گی۔

گورنمنٹ کا ہوا مجلس احرار کے سر پر کچھ ایسا بے طرح سوار ہے۔ کہ اس نے یہ سمجھ لیا ہے۔ کہ مولانا ضرور گرفتار ہونگے "ترجمان احرار روزنامہ مجاہد" لکھتا ہے کہ

"مولانا کے گرفتار ہو جانے کی عام افواہ ہے۔ اختتام جلسہ کے آدھ گھنٹہ بعد دفتر مجلس احرار میں ایک شخص نے آ کر یہ اطلاع دی۔ کہ پولیس اس تقریر کی بناء پر فوری کارروائی کرنا چاہتی ہے اور مولانا حبیب الرحمٰن کو آج ہی نقض امن کی بناء پر چند روز زیر حراست کرکے بعد میں گورنمنٹ سے منظوری حاصل کرنا چاہتی ہے۔ رات کے دو بجے تک پولیس کا انتظار رہا۔ لیکن گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔ لوگ دفتر کے نیچے جمع ہیں۔ اور خیال یہ ہے۔ کہ حکومت کے لئے اس چیلنج کو جو تیس ہزار انسانوں کے سامنے دیا گیا۔ قبول کرنے کے سوا کچھ چارہ نہیں"

اگر کہیں گورنمنٹ نے مولانا کو گرفتار نہ کیا۔ تو نہ معلوم انہیں اور ان کے رفقاء کو کس قدر مایوسی ہوگی۔ وہ مسلمانوں کی خشک روٹیاں کھا کھا کر تنگ آ گئے ہیں اب کچھ عرصہ کے لئے شاہی مہمان بننا چاہتے ہیں۔ اور ایسے بے تاب ہو رہے ہیں۔ کہ تقریر کرنے کے بعد ۲ بجے شب تک پولیس کی راہ تکتے رہے۔ افسوس کہ میرا گورنمنٹ سے کوئی راہ و ربط نہیں۔ ورنہ میں سفارش کر دیتا کہ مولانا کی گرفتاری کی حسرت ضرور پوری کی جائے۔ کیوں نہ احرار پولیس کے اسی جاسوس کے ہاتھ جس نے انہیں یہ خبر دی تھی۔ کہ مولانا کی فوری گرفتاری کا اندیشہ ہے۔ اپنی یہ خواہش پولیس تک پہونچا دیں۔

مولانا حبیب الرحمٰن گرفتاری کے لئے اس طرح تیار بر تیار ہیں۔ کہ یہ بھی فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ گرفتاری کے بعد کیا کیا جائے۔ لوگ عام طور پر "قبل از مرگ واویلا" کا مذاق اڑاتے ہیں۔ لیکن یہاں قبل از گرفتاری آئندہ انتظامات بھی سوچ لئے گئے ہیں۔ چنانچہ ترجمان احرار لکھتا ہے کہ:۔

"موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ اگر مولانا پر مقدمہ چلایا گیا۔ تو مجلس احرار پوری مستعدی سے مقدمہ کی پیروی کرے گی اس سلسلہ میں کافی مواد جمع کر لیا گیا۔ اور وکلاء کی رائے حاصل کی جا چکی ہے۔ بہرحال مولانا پر مقدمہ چلا۔ تو یہ مقدمہ اپنی نوعیت کا ہندوستان بھر میں نرالا ہوگا۔ جس میں گورنمنٹ آف انڈیا کے ذمہ وار افسروں کو دستاویزات کی بناء پر طلب کیا جائے گا۔ پنجاب کونسل کے اکثر لیڈر مسلمان اور سکھ ممبر وزراء اور صدر کونسل بطور گواہ گزریں گے"

ان سطور کو پڑھ کر گورنمنٹ کا ڈر جانا قدرتی ہے۔ اس کا کوئی ارادہ ہوگا۔ تو بھی وہ مولانا پر ہاتھ نہ ڈالے گی۔ مبادا اس کی قلعی کھل جائے۔ ہم نے بچوں کو ہوا میں گھر بناتے اور ڈھاتے دیکھا ہے۔ آج معلوم ہوا۔ کہ مسلم لیڈر بھی ہوا میں گھر بنا سکتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں۔ کہ گورنمنٹ مولانا کو گرفتاری کا شرف دیتی ہے۔ یا نہیں۔ لیکن وکلاء کی رائے بھی حاصل کی جا چکی ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی صفائی کے گواہوں کی فہرست بھی مرتب ہو چکی ہے۔ گورنمنٹ ایسی آراستہ و پیراستہ فوج کا مقابلہ کیا کر سکتی ہے۔ اگر اس نے خوف سے یا مصلحت سے یا "شہید" نہ بنانے کے لئے مولانا کو گرفتار نہ کیا۔ تو ان کی ساری امیدیں خاک میں مل جائیں گی"

سکھ اخبار "شیر پنجاب" (۲۶ر اکتوبر) لکھتا ہے:۔

"احراری لیڈر اب اپنی سرد بازاری دیکھ کر کنت تقریریں کرنے لگ گئے ہیں۔ لیکن وہ قید بھی ہو کر دیکھ لیں جب تک پیر جماعت علی شاہ صاحب زندہ ہیں۔ اب انہیں شہید گنج ایجی ٹیشن کی قیادت ملنی محال ہے۔ پیر صاحب تو ایک اعلان میں انہیں احرار کی بجائے اشرار کا خطاب عطا فرما چکے ہیں"

چندہ تحریک جدید میں احمدی خواتین قادیان کا حصہ

(گذشتہ سے پیوستہ)

امۃ الرحیم خانم والدہ مرزا برکات احمد صاحب ۱۷/۵/-
اہلیہ عبدالرزاق صاحب قادیانی ۱۰/-
محلہ دار الفضل
صوفیہ اہلیہ ماسٹر نذیر احمد صاحب رحمانی ۱۰/-
ممتاز بیگم صاحبہ اہلیہ مختار احمد صاحب ۱۰/-
فیروزہ بیگم صاحبہ اہلیہ ملک برکت علی صاحب ۱۰/-
محمد بی بی اہلیہ سردار نذر حسین صاحب ۱۰/-
خورشید بیگم اہلیہ ملک عزیز احمد صاحب ۱۰/-
زبیدہ بیگم اہلیہ ملک نصیر احمد صاحب ۱۰/-
عائشہ صاحبہ اہلیہ بابو بشیر احمد صاحب ۱۰/-
آمنہ بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ۱۰/-
عائشہ صاحبہ اہلیہ منشی عبدالرحمن صاحب ۱۰/-
حیات بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی بقاپوری صاحب ۱۰/-
برکت بی بی صاحبہ اہلیہ مرزا قدرت اللہ صاحب ۱۰/-
بیگم بی بی اہلیہ مولوی غلام نبی صاحب ۱۰/-
نذیر النساء اہلیہ حافظ بشیر احمد صاحب ۱۰/-
بی بی صاحبہ ۱۰/-
اہلیہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ۱۰/-
اقبال صاحبہ اہلیہ ایڈیٹر صاحب نور ۱۰/-
والدہ گوگا
نواب بیگم صاحبہ اہلیہ ملک غلام فرید صاحب ۱۰/-
فاطمہ اہلیہ بابو محمد سعید صاحب ۵/-
مزمل صاحبہ اہلیہ ماسٹر نذیر احمد صاحب ۵/-
حمیدہ بانو اہلیہ عبدالکریم صاحب ۵/-
وزیر بی بی صاحبہ اہلیہ حکیم دین محمد صاحب ۵/-
امۃ اللہ اہلیہ محمد اسمٰعیل صاحب ۵/-
امۃ الرحمن صاحبہ بنت ماسٹر عطا محمد صاحب ۵/-
مریم بی بی صاحبہ اہلیہ حق نواز صاحب ۵/-
رحمت صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد عظیم صاحب ۵/-
صاحب بی بی صاحبہ اہلیہ مولوی فخر الدین صاحب ۵/-
امۃ الحی صاحبہ اہلیہ ملک عطا محمد صاحب ۵/-

امۃ العزیز صاحبہ اہلیہ ولایت حسین صاحب ۵/-
ثریا بیگم صاحبہ اہلیہ حکیم فضل الرحمن صاحب ۵/-
سکینہ صاحبہ اہلیہ منشی فتح الدین صاحب ۵/-
مائی محمداں صاحبہ ۵/-
فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری برکت علی خان صاحب ۵/-
صوباں صاحبہ اہلیہ فضل محمد صاحب ۵/-
صالحہ صاحبہ اہلیہ منشی محمد سلطان صاحب ۵/-
زینب صاحبہ اہلیہ ملک فخر الدین صاحب مرحوم ۵/-
امۃ اللہ اہلیہ بابو محمد اسلم صاحب ۵/-
رحمت بی بی صاحبہ اہلیہ بابو نصر اللہ خان صاحب ۵/-
انور بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی محمد یعقوب صاحب مولوی فاضل اسسٹنٹ ایڈیٹر الفضل ۵/-
عزیزہ بیگم صاحبہ اہلیہ بابو ولی محمد صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ مرزا عبدالکریم صاحب ۵/-
آمنہ بیگم صاحبہ بنت بابو سراج دین صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ صوفی غلام محمد صاحب ۵/-
والدہ صاحبہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب ۵/-
بہن عظمت صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسمٰعیل خان صاحب ۵/-
حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسمٰعیل خان صاحب ۵/-
والدہ صاحبہ اہلیہ چوہدری محمد اسمٰعیل خان صاحب ۵/-
محلہ دار البرکات
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب ۱۵/-
نذیر بیگم صاحبہ اہلیہ مولوی عبدالرحمن صاحب انور ۱۵/-
عائشہ صاحبہ اہلیہ مولوی عطا محمد صاحب ۵/-
رشیم بی بی صاحبہ اہلیہ میاں محمد عبداللہ صاحب ۵/-

رسول بی بی صاحبہ اہلیہ عبدالرحمن صاحب ٹھیکیدار ۵/-
فاطمہ صاحبہ اہلیہ میاں محمد بخش صاحب ۵/-
نواب بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری فیض احمد صاحب کاتب الفضل ۵/-
امۃ الکریم صاحبہ اہلیہ قاضی عبدالمجید صاحب ۵/-
وزیر بیگم صاحبہ اہلیہ علی احمد صاحب ۵/-
عائشہ اہلیہ قاضی بشیر احمد صاحب ۵/-
اللہ جوائی صاحبہ ۵/-
اہلیہ صاحبہ منشی محمد الدین صاحب ۵/-
حمیدہ صاحبہ اہلیہ حکیم محمد الدین صاحب ۵/-
زبیدہ صاحبہ اہلیہ منشی محمد حنیف صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ محمد صدیق صاحب ۵/-
وزیر بیگم صاحبہ اہلیہ میاں احمد علی صاحب ۵/-
والدہ صاحبہ مولوی محمد سلیم صاحب ۵/-
محلہ مرزا غلام اللہ صاحب
اہلیہ صاحبہ سید محمد اسمٰعیل صاحب ۲/۸/-
اہلیہ صاحبہ مرزا نذیر بیگ صاحب ۵/-
اہلیہ شیخ محمد صاحب چٹھی رساں ۵/-
امام بی بی صاحبہ ۵/-
اہلیہ صاحبہ منشی عبدالعزیز صاحب ۵/-
علیمہ اہلیہ پیر حبیب اللہ صاحب ۵/-
محلہ دار العلوم
حشمت بی بی صاحبہ ۱۰/-
والدہ صاحبہ عبدالمجید صاحب ۱۰/-
اہلیہ صاحبہ مولوی شیر علی صاحب ۱۰/-
اہلیہ صوفی محمد یعقوب صاحب ۱۰/-
امۃ القدیر صاحبہ اہلیہ مرزا مہتاب بیگ صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ میاں غلام محمد صاحب ٹیلر ۵/-
اہلیہ صاحبہ محمد عادل صاحب ۵/-
نہمیدہ صاحبہ اہلیہ میر احمد صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ حافظ ملک محمد صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ ملک نور خان صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ بابو محمد عثمان صاحب ۵/-

اہلیہ صاحبہ حافظ فیض اللہ صاحب ۵/-
محلہ مولوی رحمت علی صاحب
اہلیہ ڈاکٹر فضل کریم صاحب ۱۰/-
اہلیہ بابو محمد شفیع صاحب اوورسیر ۱۰/-
اہلیہ مولوی چراغ دین صاحب ۱۰/-
اہلیہ شیخ نور الدین صاحب ۱۰/-
امۃ الرحمن صاحبہ ہمشیرہ قاضی عبدالرحیم صاحب ۱۰/-
اہلیہ منشی فیروز الدین صاحب پٹواری ۵/-
اہلیہ ملک شیر محمد خان صاحب ۵/-
اہلیہ قاضی امیر حسین صاحب مرحوم ۵/-
محلہ باب الانوار
اہلیہ شیر محمد صاحب ۱۰/-
اہلیہ مولوی محمد سرور شاہ صاحب ۱۰/-
مقبول صاحبہ ۱۰/-
سارہ درد صاحبہ ۱۰/-
مریم درد صاحبہ ۱۰/-
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ۱۰/-
آپا زینب صاحبہ ۱۰/-
اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر سید حبیب اللہ شاہ صاحب ۱۰/-
فضل بی بی صاحبہ ۵/-
فخر النساء صاحبہ ۵/-
اہلیہ صاحبہ مرزا غلام اللہ صاحب ۵/-
محلہ مسجد فضل
اہلیہ صاحبہ مرزا صفدر علی صاحب مرحوم ۵/-
اہلیہ صاحبہ خان بہادر غلام محمد صاحب گلگت ۱۰/-
مائی فاطمہ والدہ مرزا برکت علی صاحب ایران ۱۰/-
مائی امامن صاحبہ ۵/-
اہلیہ صاحبہ مولوی تاج دین صاحب ۵/-
محلہ دار الضعفاء
اہلیہ صاحبہ میاں چراغ دین صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ الہ دین صاحب ۵/-
اہلیہ صاحبہ عبدالقادر صاحب نومسلم ۵/-
اہلیہ صاحبہ سید حسن شاہ صاحب ۵/-

اہلیہ صاحبہ میاں خیر الدین صاحب ۵/-
محلہ دار الصحت
والدہ صاحبہ قاری محمد امین صاحب ۵/-

ضرورت

ایک معزز غیر احمدی کو اپنے بچے کی تعلیم کے لئے جو ایف اے میں پڑھتا ہے۔ ایک ٹیوٹر کی ضرورت ہے۔ خواہش مند احباب نظارت تعلیم و تربیت میں اپنی درخواستیں بھجوا دیں۔
ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

اعلان

ایک احمدی دوست۔ متحان پٹواریاں پاس بے کار ہیں۔ اگر کوئی صاحب سندھ بہاولپور یا کسی اور علاقہ میں ان کی ملازمت

ہندوستان اور ممالکِ غیر کی خبریں

نیپلز یکم اکتوبر۔ پندرہ ہزار اطالوی سپاہیوں کا ایک اور دستہ نیپلز سے افریقہ روانہ ہوگیا ہے۔ اس ہفتہ میں افریقہ کو روانہ کئے جانے والے سپاہیوں کی کل تعداد تیس ہزار تک بڑھ گئی ہے۔

عدن یکم اکتوبر۔ کرۂ ہوائی سے گیس کے ذریعہ حملوں کے مقابلہ کے لئے احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں۔ اور اس کے لئے خاص کنسٹیبل بھرتی کئے جارہے ہیں۔ عرب اپنے بال بچوں کو ملک کے بالائی علاقہ میں بھیج رہے ہیں۔ اور ہندوستانی خاندان ہندوستان آرہے ہیں۔

لنڈن یکم اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ سولہ اطالوی آبدوز کشتیاں بحیرہ عرب میں متعین ہیں۔ تاکہ بارود اور اسلحہ کو جو غیر ممالک سے حبشہ کو روانہ کیا جائے۔ روک سکیں۔

شملہ یکم اکتوبر۔ قبائل مہمند کے ساتھ فوجی تصادم کے نتیجہ میں مجروحین اور ہلاک شدگان کی سرکاری فہرست مظہر ہے۔ ۲ برطانی افسر ۲ ہندوستانی افسر دیگر عہدوں کے ۳۵ اشخاص ہلاک ہوئے۔ اور تین برطانی افسر ۲ ہندوستانی افسر ۴۴ دیگر عہدیدار مجروح ہوئے۔

کراچی یکم اکتوبر۔ ایک مقامی اخبار کو معلوم ہوا ہے۔ کہ بصرہ کے ہندوستانی تاجروں کو نوٹس دیا گیا ہے۔ کہ وہ تین ماہ کے اندر اندر ملک سے نکل جائیں چنانچہ جن تاجروں نے رسد کے آرڈر دیئے ہوئے تھے۔ منسوخ کر دیئے ہیں۔

عدیس آبابا یکم اکتوبر۔ ابی سینیا کے جنرل سٹاف کا خیال ہے۔ کہ اٹلی ایریٹریا سے حملہ کرنے کی تیاریاں کررہا ہے جہاں سے وہ بیک وقت تین اطراف سے حملے کرے گا۔

لاہور یکم اکتوبر۔ آج مولانا شوکت علی اور سید مرتضےٰ بہادر کرم آباد میں مولوی ظفر علی خاں صاحب سے ملاقات کی غرض سے گئے۔ وہاں مسجد شہید گنج کے متعلق مولوی ظفر علی خانصاحب سے تبادلہ خیالات کرنے کے بعد شام کو لاہور واپس آگئے۔

امرتسر یکم اکتوبر۔ مولانا شوکت علی مسٹر کے۔ ایل گابا اور اسمبلی کے دوسرے مسلم ارکان کے کل صبح امرتسر پہونچنے کی توقع ہے۔ تاکہ ماسٹر تارا سنگھ اکالی لیڈر اور شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی کے نمائندوں سے معاملہ مسجد شہید گنج کے متعلق گفت و شنید کی جائے۔ شرومنی گوردوارہ کمیٹی نے آج بند کمرہ میں صورت حالات کا اچھی طرح جائزہ لینے کے بعد کل کی گفتگو کے لئے لائحۂ عمل مرتب کیا۔ ماسٹر تارا سنگھ ابھی دوسرے اکالی لیڈروں سے اس گفتگو کے متعلق تبادلہ خیالات کرنے میں مشغول ہیں۔

نئی دھلی یکم اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے مسٹر ہردے ناتھ کنزرو بمبئی پہونچ کر کرہ کانگرسی لیڈروں سے مشورہ کرینگے۔ کہ نئی اصلاحات پر عملدر آمد کے لئے ایک پارٹی بنائی جائے۔ اور انتہا پسند کانگرسیوں کے اس طبقہ کو اس پارٹی سے الگ رکھا جائے جو نئے دستور اساسی کو تباہ کرنے کی غرض سے لیجسلیچروں میں جانا چاہتے ہیں

جموں یکم اکتوبر۔ شہر جموں میں ہیضے کی وبا پھوٹ نکلی ہے۔ ہیضہ کے آٹھ کیسوں میں سات مہلک ثابت ہوئے ہیں۔

بیڈن ویر (جرمنی) ۳۰ر ستمبر۔ پنڈت جواہر لال نہرو نے اطالیہ اور حبشہ کے تنازعہ کے متعلق اظہار خیالات کرتے ہوئے کہا۔ حبشہ اپنی آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے جو کوشش کررہا ہے ہندوستان کی ہمدردی اس کے ساتھ ہے۔

ٹوکیو یکم اکتوبر۔ تباہ کن جنگی جہاز سواٹو (چینی علاقہ) کو روانہ ہوگئے ہیں۔ تاکہ وہاں ان جاپانیوں کی حفاظت کرسکیں جنہوں نے جاپانی مال پر چینیوں کو ٹیکس دینے سے انکار کر دیا ہے۔ معلوم ہوا ہے چینی حکام نے احکام جاری کر دیئے ہیں کہ اگر کوئی جاپانی ٹیکسوں کے نئے احکام کی خلاف ورزی کرے۔ تو اسے گولی سے اڑا دیا جائے۔

الہ آباد یکم اکتوبر۔ ہندو رام لیلا کا جلوس نکالنے پر تلے ہوئے ہیں۔ چنانچہ رام مندر کے قریب ہندوؤں کا ایک ہجوم جمع ہوگیا۔ جسے پولیس کو منتشر کرنا پڑا۔ صورت حالات نازک ہے۔

سری نگر یکم اکتوبر۔ کشمیر کے مسلمانوں کی طرف سے مطالبہ کیا جارہا ہے۔ کہ مسلمانوں کو تلوار رکھنے کی کامل آزادی دی جائے۔ اسی سلسلہ میں متعدد مقامات پر جلسے ہورہے ہیں۔ اور قرار دادیں پاس کی جارہی ہیں۔

شنگھائی یکم اکتوبر۔ اندازہ لگایا گیا ہے۔ کہ اس سال چین میں جو سیلاب آئے۔ ان سے کئی بند ٹوٹ گئے ہیں۔ متعدد پل بہ گئے۔ جائدادوں کو بھی بھاری نقصان پہونچا ہے۔ اس طرح کل نقصان کا اندازہ ۱۲۵ کروڑ ڈالر لگایا جاتا ہے

بمبئی یکم اکتوبر۔ قاہرہ کے اخبارات رقمطراز ہیں۔ کہ حجاز میں یہ زبردست افواہ پھیل رہی ہے۔ کہ امام یمن کسی بیماری کی وجہ سے سلطنت سے سبکدوش نہیں ہورہے۔ بلکہ کسی آدمی نے ان کی پیٹھ میں خنجر مارا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بستر علالت پر پڑے ہیں۔

نئی دھلی یکم اکتوبر۔ آج لال قلعہ کے قریب ایک جھونپڑی کو آگ لگ گئی۔ جس نے بیس اور جھونپڑیوں کو بھی جلا کر راکھ کر دیا۔ کل نقصان کا اندازہ ایک ہزار روپیہ لگایا جاتا ہے۔

رنگون یکم اکتوبر۔ برما پراونشل کانگریس کمیٹی کا ایک ہنگامی اجلاس منعقد ہوا جس میں علیحدگی برما کی مخالفت کی گئی۔

کوئٹہ یکم اکتوبر۔ ۳۳-۱۹۳۴ء کے دوران میں ریاست قلات کی آمدنی میں ڈیڑھ لاکھ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم کے لئے نئے سکول کھولے جارہے ہیں۔

لنڈن یکم اکتوبر۔ کل لیبر پارٹی کی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس کے صدر نے اٹلی کے خلاف کارروائی کئے جانے کی زبردست حمایت کی۔ اور کہا۔ کہ اگر لیگ کوئی کارروائی کرنے سے قاصر رہی۔ تو وہ نہ صرف اپنے آپ کو تباہ کرلیگی۔ بلکہ دُنیا میں دھینگا مُشتی کی راہ کھول دینے کا موجب ہوگی۔

پونہ۔ یکم اکتوبر۔ بمبئی سپیشل ایمرجنسی پاورز ایکٹ امینڈمنٹ بل آج بمبئی لیجسلیٹو کونسل میں پیش کیا گیا۔ ہوم ممبر نے اسے پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ اس بل کا مقصد اشتراکیت۔ دہشت انگیزی اور سول نافرمانی کا موثر طریق سے مقابلہ کرنا ہے۔

پٹنہ یکم اکتوبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ زلزلہ کی وجہ سے بہار کی زمین روز بروز خراب ہورہی ہے۔ بابو راجندر پرشاد نے گورنمنٹ کو مشورہ دیا ہے۔ کہ وہ ایک ماہر کمیشن مقرر کرے۔ جو تمام صورت حالات کا اچھی طرح جائزہ لیکر اس کا علاج تجویز کرے۔

عدیس آبابا یکم اکتوبر۔ عساکر حبشہ کے کمانڈر انچیف نے دو تین سال کے لئے جنگ کی پوری پوری تیاری کر رکھی ہے۔ اور اشیائے خوردنی کے وسیع ذخائر ہیڈ کوارٹر کے گرد و نواح میں جمع کر لئے ہیں۔

مدراس یکم اکتوبر۔ سر شنو سوامی آئر نے ہندی کانفرنس کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ قومیت کے جذبہ کی نشو و نما کے لئے ہندی جاننا نہایت ضروری ہے اور ہندی ہی ایک ایسی زبان ہے۔ جو تمام ہندوستان کی مشترکہ زبان ہے

حیدر آباد یکم اکتوبر۔ اعلیحضرت تاجدار دکن نے فرگوسن کالج پونہ کو دس ہزار کا عطیہ مرحمت فرمایا ہے

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا) ایڈیٹر غلام نبی